

عباد الرحمن کے اوصاف

غفور و درگزر اور تواضع و عبدیت، دلچسپ حکایات اور حیرت انگیز واقعات

نحمدہ و نصلیٰ و نسلم علیٰ رسولہ الکریم قال رسول اللہ ﷺ ما نقصت

الصدقة من مال و ما زال اللہ بعفو الاعزاء و ما تواضع احد لله الا رفعه اللہ (مسلم)

محترم بزرگو! مذکورہ حدیث کے ضمن میں گزشتہ خطبات کے دوران صدقات کی اہمیت و فضیلت اور دنیا و آخرت میں صدقہ کے اثرات کا بحث ہو چکا آج حدیث طیبہ کے دوسرے حصہ غفور و درگزر کے بارے میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا اللہ جل جلالہ مجھے کما حقہ بیان اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی ہمت و طاقت نصیب فرمائیں۔

اخلاق النبی ﷺ: حضرت عائشہ سے ایک سائل نے حضور کے اخلاق کے بارہ میں سوال کیا تو فرمائی ہیں، کان خلقہ القرآن، یعنی اخلاق حسنہ کی جو کیفیت اور کیفیت قرآن میں الفاظ کی شکل میں موجود ہے وہی رسول ﷺ کی سیرت میں عملی صورت میں موجود تھا اگر امت کو غریبوں اور فقراء کی امداد و اعانت کا حکم دیا تو پہلے خود اس پر عمل کیا۔ اگر دوسروں کو دشمنوں اور زیادتی کرنے والوں کو معافی کی تلقین کی تو پہلے خود اپنے قاتلوں اور دشمنوں کو معاف کر کے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا، جنہوں نے آپ کے محبوب ترین چچا حضرت حمزہؓ کو بے دردی سے شہید کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ غزوہ احد میں آپ یر تیر برس کا درندہ ان مبارک شہید کئے۔ طائف میں پتھروں کی بارش سے آپ کا بدن مبارک خون سے لہو لہان کر دیا گیا۔ اقتدار میں آ کر کبھی کبھی ان سے بدلہ لینے کا ارادہ تک نہ فرمایا، سواری کے لئے شدت احتیاج کے باوجود خود پیدل اور سواری کمزور کو دے کر خود پیدل چل پڑے۔

عباد الرحمن: سورہ فرقان کی آخری آیات و عباد الرحمن الذین یمشون علی

الارض ہونا و اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما سے آخر سورہ تک

”اور رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور بے علم لوگ جب ان کی اپنی سی بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں معلوم ہے۔“ اور کلام پاک کے اور کئی آیات میں نیکی اور اخلاق حسنہ کی جن جن قسموں کو ذکر کیا گیا ہے حضور اکرم ﷺ ان تمام آیات میں ذکر کردہ اخلاق و عادات کے بہترین اور مکمل نمونہ تھے۔

سیدنا ابوبکر کا ایک واقعہ: پیغمبر انقلاب کی تمام زندگی غفور و درگزر کی تلقین اور اس پر خود عمل پیرا ہونے کے اقوال

و افعال سے بھری پڑی ہے، اس ایک واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ ہی کا جواب ہدی سے دینے کی

بجائے بدی کے جواب میں غفوکو رو بہ عمل لانے کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔

عن ابی ہریرۃ ان رجلاً شتم ابابکر و النبی صلعم جالمن یتعجب و یتبسم فلما اکثر رد علیہ بعض قوله فغضب النبی صلعم و قام فلحقہ ابو بکر و قال یا رسول اللہ کان یشتمنی و انت جالمن فلما رددت علیہ بعض قوله فغضبت و قمت قال کان معک ملک یرد علیہ فلما رددت علیہ وقع الشیطان ثم قال یا ابابکر ثلث کلہن حق مامن عبد ظلم بمظلومۃ فیغضی عنہا للہ عزو جل الاغز اللہ بها نصرہ الخ (روا)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلعم کی موجودگی میں ایک آدمی نے ابوبکرؓ کو گالیاں دینی شروع کر دیں حضورؐ اس کی بری بھلی باتوں کو سن کر حیرت کرتے ہوئے مسکراتے رہے حتیٰ کہ وہ شخص گالیاں دینے میں حد سے گزر گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر حضورؐ ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ کر روانہ ہوئے ابوبکرؓ بھی اٹھ کر حضورؐ کے پیچھے چل پڑے اور خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ شخص مجھ کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو آپؐ وہاں بیٹھے رہے۔ جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے اسکی وجہ کیا ہے۔ سرور کونینؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش رہے تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو تمہارا دفاع کے طور پر اسے جواب دیتا رہا، مگر جب تم نے جواب دینا شروع کر دیا یعنی نفس کی خواہش کو بھی معاملہ میں دخل دے دیا تو شیطان درمیان میں آٹپکا۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں اور وہ حق ہیں ایک وہ بندہ جو کسی کی زیادتی کا بلا وجہ شکار ہو اور وہ محض اللہ کی رضا اور اسکے ثواب کی طلب کی خاطر نہ کہ اپنے عجز کی وجہ یا دکھانے کیلئے اس ظالم سے چشم پوشی کرتا رہے یعنی اس سے درگزر کر کے بدلہ لینے کی خواہش ترک کر دے تو اللہ اس غفومعافی کے بدلہ اس بندے کو مزید مضبوط اور قوی و معزز بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے جزا عسستہ سستہ مٹلھا کے بموجب رخصت و اجازت پر عمل کرتے ہوئے اس کی بعض نامناسب باتوں کا جواب اس کے انداز میں دیا جو کہ ایک عام مسلمان کے لئے تو روا کے درجے میں ہے مگر خواص اور مقربین کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے کہ وہ جائز کے مقابلہ میں عزیمت پر عمل پیرا ہوں اور یہاں پر عزیمت جزاء منیستہ سستہ مٹلھا کنہ بعد فحمن عفا واصلح فاجرہ علیہ اللہ ہے یعنی برائی کا بدلہ برائی کی مثل لیا جاسکتا ہے، لیکن جو شخص درگزر کر کے اصلاح کی روش اختیار کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے جو کہ بدی کا جواب بدی سے دینے والے شخص سے بڑا مرتبہ و مقام ہے، چونکہ ابوبکرؓ مقام صدیقیت کے مرتبہ کمال پر فائز تھے اس لئے حضورؐ گوان کی شان صدیقیت کے مرتبہ کے مطابق اس کا اس شخص کی بعض باتوں کا جواب دے کر جزوی بدلہ لینا بھی پسند نہ آیا اور ناراض ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور پھر شیطان کے درمیان میں کودنے کا فرما کر تنبیہ کر دی کہ جب کسی معاملہ میں بنی نوع انسان کا ازلی دشمن شیطان کو دپڑے تو پھر اس سے تو خیر اور اصلاح کی توقع ہی عبث، وہ بے حیائی اور گناہ پر اکسانے، برا بیچنے کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے۔

جب انتقام پر قادر ہو اور بدلہ نہ لے: پھر ایک اور مقام پر انتقام پر قادر ہو کر بدلہ نہ لینے والے شخص کی فضیلت

بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال موسیٰ ابن

عمران علیہ السلام یارب من اعز عبادک قال من ان اقدر غفر۔ (رواہ البیہقی)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ ابن عمران نے عرض کیا، میرے پروردگار تیرے

بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے پروردگار نے فرمایا جو قادر ہونے کے باوجود غفور و درگزر کرے“

عنی ظالم سے اپنے پرکئے کی زیادتی کا بدلہ لینے پر قادر ہو کر بھی اللہ کی خوشنودی کیلئے عفو سے کام لے کر بدلہ نہ لینے

شخص اللہ کے ہیں معزز ترین بندہ ہے، چونکہ حضرت موسیٰؑ پر بھی جلال کا غلبہ تھا تو رب العالمین نے بھی اس ارشاد کے

ذریعے اسے تلقین کی کہ اپنی طبیعت کے برعکس غفور و درگزر کا ہتھیار استعمال کر کے اپنے لئے بلند مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ کی شہادت: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سید الکائناتؑ تو پیدا کئی اور طبعی طور پر فحش گو تھے اور نہ

قصداً فحش گوئی کرتے تھے اور نہ بازاروں میں عام لوگوں کی طرح شور مچانے والے تھے جیسے کہ بازاری لوگوں کی عادت

ہوتی ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ برائی کرنے والے کو دل سے معاف کر دیتے تھے اور معاملات میں اس

سے معاملہ درگزر اور معافی کا فرماتے تھے اپنی ذات کے لئے اور طبعی خواہش کی تکمیل کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے

تھے ہاں اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو، کوئی اس حکم کو حلال ٹھہرانے کی کوشش کرتا یا حلال کو حرام

جانتا تو اللہ کے حکم کے پیش نظر اس کو پھر سزا دینے سے ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔

غفور و درگزر کی مثالیں: آپؐ نے اپنے کردار و گفتار سے غفور و درگزر کی وہ مثال قائم کی کہ سخت سے سخت دل

کا فر بھی ان کے سلوک کے سامنے برف کی طرح پگھل کر اسلام کی پناہ گاہ میں آ جاتا، اسلام لانے سے پہلا ابوسفیان نے

آپؐ کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں ہر حربہ استعمال کیا، غزوہ بدر سے لے کر فتح تک کفار کے خلاف حضورؐ نے جتنی لڑائیاں

لڑیں ان سب میں ابوسفیان کا بالواسطہ یا براہ راست عمل دخل تھا مگر فتح مکہ کے موقع جب وہ گرفتار ہو کر خدمت اقدس میں

پیش کئے گئے، حضرت عمرؓ نے گزشتہ تکلیف دہ جرائم کی پاداش میں اس کے قتل کا ارادہ کیا مگر آپؐ نے منع فرمایا، نہ صرف قتل

سے عمر موع فرمایا بلکہ اس کے گھر کو امن و امان کا حرم بنایا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کا بھی قصور

سناں ہوگا، اگر ہم دنیا کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو کیا کسی فاتح و غالب آنے والے جرنیل نے اپنے بدترین دشمنوں کے

ساتھ غفور و درگزر کی ایسی مثالیں پیش کیں ہیں۔

ایک یہودی سے حسن سلوک: ایک یہودی اپنا قرضہ حضورؐ سے وصول کرنے آتا ہے شتے ہی انتہائی

گستاخی اور بے رحمی سے آپؐ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچی اور کہتا ہے کہ اے نبی عبدالمطلب ”تم بڑے نادہندہ ہو“

حضرت عمرؓ موجود تھے اس کی اس ناشائستہ حرارت پر ان کو غصہ آ ملا اور اسے سخت ست کہنے لگے آپؐ مسکراتے رہے اور فرما

رہے تھے اے عمر میں اور یہ یہودی دونوں اس کے سوا ایک اور نبی بات کے آپؐ کی طرف سے محتاج تھے تم مجھے حسن ادا کا

مشورہ دیتے اور اسے حسن تقاضا کا۔ اس کے بعد آپ نے یہودی سے فرمایا کہ تیرے ساتھ قرضہ کی ادائیگی کا جو وقت مقرر ہو چکا ہے تو ابھی اس مقررہ مدت میں تین دن باقی ہیں مگر اس کے باوجود بھی اُنے اس وقت قرضہ ادا کر دیا بلکہ بیس صاع غلہ اسے زیادہ صرف اس وجہ سے دیا کہ حضرت عمرؓ نے اسے سخت سست کہا تھا۔

قربان جاییے ایسے مرشد اعظم سے غفور و درگزر کا درس دینے کے ساتھ ہی خود اس پر عمل پیرا رہے اور اس کے ازلی اور جان کید شمن بھی اس کا جذبہ غفلت کو دایئے بغیر نہ رہ سکے اور اپنے جانثار صحابہؓ پر تو ایسا اثر چھوڑا کہ درگزر پر اُل کا موقع جب آتا تو اپنے نفس ہی کو بھول جاتے۔

حضرت علیؓ کا ایک دلچسپ واقعہ: ایک جنگ میں حضرت علیؓ اپنے دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھے اسے قتل کرنے کے قریب تھے کہ دشمن نے آپؐ کے چہرہ اقدس پر ہوک دیا، آپؐ فوراً اس کے سینے سے اتر آئے، دشمن حضرت علیؓ کی اس غیر متوقع اور بے محل مہربانی پر حیران ہو کر وہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا ”پہلے تم سے خدا کے لئے دشمنی تھی اب تمہارے تھوکنے کے بعد اگر میں نے تم کو گزند پہنچائی تو اس میں ذاتی غصہ و عناد کا جذبہ بھی شاید داخل ہوا اس لئے چھوڑ دیا، غفور اسلامی کے اس جذبہ سے وہ شخص مسلمان ہو کر کفار کے خلاف لڑتا رہا۔

الغفور الغفور: اللہ جل جلالہ کے اسماء الحسنی میں ایک اسم گرامی ”الغفور“ ہے جس کے معنی معاف کرنے والا اور دوسرا اسم مبارک ”الغفور“ بخشنے والا ہے یہ وہ صفات ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ کلام اللہ میں بار بار جرائم و گناہوں پر نادم و شرمندہ ہونے والے اپنے بندوں کو توبہ تا تب ہونے کی تلقین فرما کر اپنی طرف سے ان اسمائے مبارک کے ذریعہ غفور و درگزر کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اور پھر اللہ اور اس کے محبوبؐ کی شان کریمانہ کو دیکھنے کے معافی اور درگزر کی کوئی حد بھی مقرر نہیں فرمائی۔ ایک صحابی حضورؐ کے پاس آ کر پوچھتا ہے کہ میرا ایک غلام بار بار غلطی کا مرتکب ہوتا ہے اور میں اس کو معاف کرتا رہتا ہوں تو آخر اس معافی کی کوئی حد بھی ہے، حضورؐ نے جواب میں ایسا جملہ ذکر فرمایا کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بلا حد مقررہ جتنا ہو سکے معافی دی جائے اور پھر یہ خصلت غفور اللہ کو اتنی محبوب ہے کہ حضورؐ نے بھی امت کو انہی الفاظ کے ذریعے اپنے گناہوں کی بخشش کی ترغیب دیتے ہوئے یہ دعا بکثرت مانگنے کی تاکید فرمائی۔

اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني وقتی طور پر کسی کے زور و ظلم اور زیادتی کرنے پر بدلہ نہ لے کہ غفور و درگزر کی خود اپنانے سے بے عزتی و سبکی کا تصور دل میں آتا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ غفور سے اس کی عزت کو تقاضائے ارشاد ﷺ وما ذا ان الله بعفو الا عزا، مزید بڑھا دیتا ہے، غفور کی برکت سے لوگوں اور دشمنوں کے دلوں میں غفور کرنے والے کی عزت بڑھ جا کر دشمن اور زیادتی کرنے والا اپنے غلط عمل پر پشیمان ہو جائے گا اور اسی درگزر اور معافی ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ بد و عرب جو کہ اپنے وقت کے بڑے راہزن تھے، مکارم اخلاق پر عمل کرنے کے بعد اپنے وقت کے بڑے بڑے رہنما و مقتدی بن گئے۔ رب کائنات ہمیں غفور و درگزر کے اوصاف حسنہ سے مالا مال فرما کر

ابو طلحہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ حقانیہ

قربانی اور مسائل عید قربان

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على خاتم الانبياء وعلى اله الاتقياء
المنجيا الى يوم الجزاء ما بعد 'ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عظمتوں والا مہینہ ہے اس ماہ میں
اسلام کے بنیادی رکن حج کی ادائیگی ہوئی اس مہینے میں رب الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت کی احیاء ہوئی ذی الحجہ
کے مہینے میں خصوصاً پہلے دس دن عظمت والے دن ہیں ان دنوں کو شریعت مقدسہ نے اللہ کی عبادت ذکر و تلاوت کے
لئے خاص کر دیئے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ دسویں دن عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ جو بہت ہی مسرتوں کا حامل ہے
اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضیافت کرتا ہے اسی لئے اسی روز روزہ رکھنا گناہ ہے۔
ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

احادیث مبارکہ میں ذی الحجہ کے اول دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے
روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله
من هذه الايام العشرة قالوا يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله قال ولا الجهاد في
سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك شئ (بخاری)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ کو
زیادہ پیار ہو صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد سے بھی اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے
بھی محبوب نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پھر واپس نہ آئے۔
اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے

قال رسول الله ﷺ ما من ايام اعظم عند الله ولا احب الى الله العمل
فيهن من ايام العشرة فاكثروا فيهن من التمسيح والتهليل والتكبير (الطبرانی)
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت
والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی دوسرے ایام کی نیکی سے زیادہ ہے ان دنوں میں اللہ کی تسبیح